الدولۃ المکیہ

بالمادۃ الغیبیہ

مصنّف

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب

بریلوی

مکتبہ رضویہ
آرام باغ روڈ۔ کراچی ۱
فون:۔ ۲۱۷۸۸۹، ۲۱۶۴۶۴

الدولۃ المکیہ
بالمادۃ الغیبیہ

مصنفہ امام اہلِ سنت مجددِ ملت

اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقات للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ

قاری رضا المصطفیٰ اعظمی

مکتبہ رضویہ آرام باغ - گاڑی کھاتہ - کراچی

باہتمام دارالعلوم امجدیہ کراچی

عرضِ ناشر

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نادر کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" ایک عرصے سے ناپید تھی۔ حالات نے اس کے طبع کرانے کی اجازت نہیں دی. بہرحال ہر چیز کے لئے قسّامِ ازل نے ایک وقت مقرر فرمادیا ہے کلّ امر مرھون باوقاتہ مشہور ہے۔

یہ نادر کتاب اسلام کے ایک نہایت ہی اہم اور دشوار موضوع علمِ غیب اور اس کی حقیقت و ماہیت پر مشتمل ہے اور اس پر ہر کس و ناکس قلم اٹھانے کی ہمّت نہیں رکھتا۔ "ہر کارے و ہر مردے" کے مصداق امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی جیسے بلند پایہ جلیل القدر عالم ہی اس اہم موضوع پر قلم اٹھا سکتے تھے۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب میں اعلیٰ حضرت نے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں اس موضوع کا حق ادا کردیا ہے۔

کتاب کو آسان اور عام فہم بنانے اور اس کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لئے عربی متن کے مقابل اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے شروع میں فہرست کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قارئین کے عقائد و اعمال کی اس کتاب سے اصلاح اور تصحیح فرمائے۔

رضاء المصطفیٰ اعظمی
خطیب نیو میمن مسجد،
کراچی ۲

نگرانِ طباعت
مصطفیٰ اسور اعظمی
عالم، حافظ، قاری

جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسی کو ماکان و ما یکون کہتے ہیں۔ اور بے شک علم اصول میں بیان کر دیا گیا کہ نکرہ مقام نفی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ

کی قسم یہ محتاج بیان نہ تھا، لیکن کم فہمی سے اللہ کی پناہ ۱۲ منہ حفظہ غفرلہ جدیدہ ۱۲ در نمایۃ الصول

لے اقول خلاف ہم پر مخفی نہیں لیکن جب اللہ کی نہر آئی تو نہر معقل باطل ہو گئی اور سخت قصور نظر ادعائے اتفاق ہے تخصیص پر تو یہ اس کی بات ہے جس نے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی اس سے غائب ہو گئیں۔ امام جلیل القدر سمین نے اپنی تفسیر میں پھر علامہ جمل نے فتوحات الٰہیہ میں زیر آیۂ کریمہ ما فرطنا فی الکتٰب من شیٔ ۔ فرمایا جس کی عبارت یہ ہے کتاب سے مراد میں مفسرین مختلف ہوئے کسی نے لوح محفوظ کہا اور اس قول پر عموم ظاہر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ماکان ومایکون رجو ہوا اور جو ہوگا، سب تحریر فرمایا اور کسی نے قرآن کہا تو کیا اس قول پر عموم باقی ہے بعض نے کہا ہاں اور بلا شبہ جمیع اشیاء قرآن کریم میں مکتوب ہیں یا صراحتًا یا اشارۃً اور بعض نے کہا مراد خصوص ہے اور شے سے مراد مکلفون کو جس کی حاجت ہو اھ اور تفسیر خازن کے لفظ یہ ہیں کہ مراد کتاب سے قرآن ہے یعنی یہ کہ قرآن عظیم جمیع احوال پر حاوی ہے اھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تفصیل الکتاب، لاریب فیہ جلالین میں فرمایا کتاب کی تفصیل بیان روشن ہے اس کا جسے اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا۔ احکام وغیر احکام سے جمل میں کہا قولہ لبیین کتبہ اللہ تعالیٰ یعنی لوح محفوظ میں اھ

اور روایت کیا ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان اور جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا، اس میں سے ہمیں اتنے حصہ کا علم ہوا جس کا بیان فرما دیا پھر یہ آیت تلاوت کی و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیٔ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف عبد اللہ بن امام احمد اپنے باپ کی کتاب الزہد کے زوائد میں اور ابن ضریس نے فضائل القرآن اور ابن نصر مروزی نے اپنی کتاب فی کتاب اللہ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں انھیں سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا تو چاہے کہ تفتیش کرے قرآن سے کہ اس میں سب اگلے پچھلوں کے علم ہیں اور ان کے ارشاد میں فلیثور میں کیا ہی رد ہے ان اندھوں کا جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن میں

بیبین ما کتبہ اللہ تعالی ای فی اللوح المحفوظ اھ واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم فی تفاسیرھما عن سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی
عنہ قال ان اللہ تعالٰی انزل ھذا الکتاب تبیانا لکل شیئ ولقد علمنا
بعضا مما بین لنا فی القراٰن ثم تلا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ
واخرج سعید بن منصور فی سننہ وابن ابی شیبہ فی مصنفہ وعبد اللہ
ابن الامام احمد فی زوائد کتاب الزھد لابیہ وابن الضریس فی فضائل
القرآن وابن نصر المروزی فی کتابہ فی کتاب اللہ والطبرانی فی المعجم
الکبیر والبیھقی فی شعب الایمان عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال من
اراد العلم فلیثور القراٰن فان فیہ علم الاولین والآخرین وفی قولہ رضی اللہ
تعالٰی عنہ فلیثور ردبار دعلی العمیان الذین یقولون ما نری فی القراٰن
الا احرفا یسیرۃ فی اوراق عدیدۃ انی تحتمل ما کان وما یکون ولعمری
ما شبھت قول ھولاء الطاعنین الطاغین الا بقول المشرکین قبلھم کیف
یسع العلمین الہ واحد وقد بینت ذلک بحمد اللہ تعالی تبعیدا للاوھام
وتقریبا الی الافھام فی رسالتی "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان[١٣٢٦]
لکل شیئ" وحسبک ما نقل العلامہ القاری فی المرقات[عہ] قال قال بعض العلما
لکل آیۃ ستون الف فھم وعن علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ لو شئت ان
اوقر سبعین بعیرا من تفسیر القراٰن لفعلت اھ ولفظ العلامۃ ابراھیم
بجوری فی شرح البردۃ فی الاول لکل آیۃ ستون الف فھم
وما بقی من فھمھا اکثر ولفظہ فی الاثر
امیر المومنین لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر الفاتحۃ اھ و
فی الیواقیت والجواھر لسیدی الامام عبد الوھاب الشعرانی عن الامام
الاجل ابی تراب النخشبی این ھولاء المنکرون من قول علی بن ابی طالب
رضی اللہ تعالٰی عنہ لو تکلمت لکم فی تفسیر الفاتحۃ لحملت لکم سبعین بعیرا
اھ وفی شرح العشماوی لصلاۃ سیدی احمد الکبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ
عن سیدی عمر المحضار لو اردت ان املی من تفسیر ما تنسخ من آیۃ

عہ ذکرہ الامام السیوطی فی الثامن والسبعین من الاتقان عن الامام
ابن سبع فی شفاء الصدور قال وقد قال بعض العلماء ١٢ منہ حفظہ جدیدہ

اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور کل کا لفظ
تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے تو روا نہیں کہ بیان روشن اور تفصیل
سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔

تھوڑے سے حروف ہی چند اوراق میں دیکھتے ہیں وہ نہاں ما کان و ما یکون کے حامل ہونے کے قابل ہے اور اپنی جان کی قسم ان حد سے گذر جانے والے معترضوں کا کہنا ویسا ہی ہے جیسے ان سے پیشتر مشرکین کا کہنا کیف یسع العلمین الہ واحد کیسے وسعت رکھے گا۔ سارے جہانوں کی ایک خدا اور بحمد اللہ تعالیٰ ہیں نے اوہام دور کرنے اور جلد سمجھ میں آجانے کے لئے یہ بیان کر دیا ہے اپنے رسالہ ابنا المصطفیٰ ان کلامہ المصون تبیانا لکل شیئ ۱۳۲۶ میں تجھے بس ہے۔ وہ جو مولیٰ علی قاری نے مرقاۃ میں نقل کیا کہ بعض علماء نے فرمایا ہر آیت کے لئے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹ تفسیر قرآن کریم سے بھر دوں تو ایسا کر دوں اور علامہ ابراہیم بیجوری کے شرح بردہ کے ابتدا میں الفاظ یہ ہیں ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں اور ان کے الفاظ امیر المومنین یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھر دوں۔

اور یواقیت والجواہر ولفہ سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی میں امام اجل ابوتراب نخشی سے ہے کہاں ہیں منکرین قول مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کروں تو تمہارے لئے ستر اونٹ بار آور کر دوں۔ اور علامہ عشماوی کی شرح صلاۃ سیدی احمد بدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ ہمارے سردار عمر محضار سے مروی ہے اگر میں چاہوں کہ مجھیں زبانی بتا کر لکھا دوں کچھ تفسیر ما ننسخ من آیۃ کی تو لد جائیں ایک لاکھ اونٹ اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو یقیناً میں ایسا کر دوں اور اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے کے بعض اولیاء سے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حرف کے تحت میں چالیس ہزار معانی پائے اور اس کے ہر حرف کے ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا ہیں جو دوسرے مقام میں ہیں اور فرمایا کہ ہمارے سردار علی خواص نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا سورہ فاتحہ کے معنی پر تو مجھ ان سے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نوے علم منکشف ہوئے اور زرقانی میں مواہب لدنیہ سے علامہ غزالی نے اپنی کتاب میں دربارہ علم لدنی قول مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ذکر فرمایا اگر لپیٹ دیا جائے میرے

حمل مائة الف جمل وما ينفد تفسيرها لفعلت وفيه عن بعض الاولياء من بيت ابی نضل وجدنا تحت كل حرف من القرآن اربعمائة الف لك من المعانی وكل حرف منه له معان فی موضع غير المعانی التی له فی موضع آخر قال وقال سيدی علی الخواص نفع الله به ان الله تعالیٰ اطلعنی علی معانی سورة الفاتحة فظهرلی منها مائة الف علم واربعون الف علم وتسعمائة وتسعون علما اه وفی الزرقانی علی المواهب ذكر الغزالی فی كتابه فی بيان العلم اللدنی قول علی رضی الله تعالیٰ عنه لوطويت لی وسادة لقلت فی الباء من بسم الله سبعين جملا اه وفی ميزان الشريعة الكبریٰ للامام الشعرانی قدس سره استخرج اخی افضل الدين من سورة الفاتحة مائتی الف علم وسبعة واربعين الف علم وتسعمائة وتسعين علما ثم ردها كلها الی البسملة ثم الی الباء ثم الی النقطة التی تحت الباء وكان رضی الله تعالیٰ عنه يقول لا يكمل الرجل عندنا فی مقام المعرفة بالقرآن حتی يستخرج جميع احكامه وجميع مذاهب المجتهدين فيها من ای حرف شاء من حروف الهجاء[۵]

[۵] هكذا ذكره الامام السيوطی عن الامام الاجل العارف ابن ابی جمرة عن علی كرم الله تعالیٰ وجهه ولفظه انه قال لو شئت ان اوقر سبعين بعيرا من تفسير ام القرآن لفعلت اه وذلك هو ما سبق لفظه اه من عبارة الاتقان[۱۲]

قال ويؤيده فی ذلك قول الامام علی رضی الله عنه لو شئت لاوقرت لكم ثمانين بعيرا من علم النقطة التی تحت الباء اه اقول وبامثال هذه تظهر حقيقة قول سيدنا عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما لوضاع لی عقال بعير لوجدته فی كتاب الله رواه عنه ابو الفضل المرسی كما فی الاتقان فمن ضيق العطن بل بعض الظن تحويله الی ان المعنی لوجد فی القرآن ما يرشده الی طريق وجدانه وهذا الامام الجليل الجلال السيوطی رحمه الله تعالیٰ قائلا فی النوع الثالث والاربعين من الاتقان قال الجوينی واستخرج بعض الائمة من قوله تعالیٰ الم غلبت الروم ان البيت المقدس يفتحه المسلمون فی سنة ثلث وثمانين وخمسمائة ووقع كما قال اه اقول فتح بيت المقدس ۵۸۳ھ سنة معلوم وفيها ذكره المؤرخون كابن اثير فی الكامل اما الجوينی فقد تقدم حتفه علی فتحه بنحو من مائة وخمسين سنة فضلا عن الامام الذی حكی عنه الجوينی هذا الاستخراج

لیے تکیہ تو میں بسم اللہ کی بے کی تفسیر میں ستر اونٹ بھر دوں اھ اور امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ننانوے علم استخراج کیے پھر ان سب کو بسم اللہ کی طرف راجع کر دیا۔ پھر بائے بسم اللہ کی جانب پھر اس نقطہ کی طرف جو بے کے نیچے ہے اور وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک مقام معرفت قرآن میں مرد کامل نہیں ہوتا تا آنکہ استنباط اور اس کے تمام احکام کا اور مذاہب مجتہدین کا حروف ہجا کے جس حرف سے چاہے کرے اھ فرمایا کہ اس میں ان کی تائید قول سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو اسی اونٹ اس نقطہ کے علم سے جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے بھر دوں۔

اقول اور ایسے ہی اقوال سے کھل جاتی ہے حقیقت ارشاد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کہ اگر گم ہو جائیں میرے اونٹ دھنگنا تو میں یقینًا اسے کتاب اللہ سے پالوں۔ ابوالفضل مرسی نے ان سے اسے روایت کیا جیسا کہ تفسیر اتقان میں ہے کہ کوتاہ دستی و کم مایگی ہی نہیں۔ بلکہ بدظنی سے اس کی تحویل و تبدیل ہے اس جانب کہ معنی یہ ہیں کہ البتہ قرآن میں وہ ہے جو اس کے پانے کی راہ بتائے اور یہ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر اتقان کی تینتالیسویں نوع میں فرمارہے ہیں ۔ امام ابو محمد مفسر جوینی نے کہا استنباط کیا۔ بعض ائمہ نے آیہ کریمہ الٓمّٓ غلبت الروم سے یہ کہ بیت المقدس کو مسلمان ۵۸۳ھ میں فتح کریں گے اور انھوں نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا اھ میں کہتا ہوں ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کا فتح ہونا معلوم ہے اور مورخین نے اسی سنہ میں اس کا ذکر کیا جیسے تاریخ کامل میں ابن اثیر نے۔ لیکن جوینی کا انتقال اس کی فتح سے ڈیڑھ سو برس کے قریب پیشتر ہے، کجا وہ امام جن سے جوینی نے اس استخراج کی حکایت کی۔ ابن خلکان نے کہا ابو محمد جوینی نے ذی القعدہ ۴۳۸ھ میں وفات پائی۔ علامہ سمعانی نے کتاب الذیل میں ایسا ہی کہا۔ اور انساب میں ۴۳۴ھ میں بمقام نیساپور لکھا اھ تو جملۂ "وقع" "کما قال" (جیسا کہا ویسا ہی ہوا) کلام امام سیوطی ہے نہ امام جوینی' اللہ تعالیٰ دونوں کو غریق رحمت فرمائے تو پاکی ہے اسے جس نے اس امت مرحومہ کو عزت و کرامت بخشی اس کے نبی کے صدقے میں' اللہ کا درود ان پر اور ان کی ساری امت پر اور اس کی برکت اور سلام اور اپنی جان کی قسم اگر ان لوگوں سے کہا جائے بتاؤ یہ کیسے نکالا آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے تو ضرور بکے بلکے حیران رہ جائیں اور کچھ جواب نہ دے سکیں تو ہم کیسے حکم لگا دیں جہالت سے جبر الامہ دانشمند امت' عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جن کے لیے

قال ابن خلكان ابو محمد الجوينی توفی فی ذی القعدة سنة ثمان وثلثين كذا
قال السمعانی فی كتاب الذيل وقال فی الانساب سنة اربع وثلثين ارابعماة
بنيسابور اھ نجملة ودتم كما قال من كلام الامام السيوطی والامام الجوينی
رحمهما الله تعالى فسبحن من اكرم هذه الامة بنبيها صلى الله تعالى عليه
وعليها وبارك وسلم ولعمری لوقيل لهؤلاء اخبروا كيف استخرج هذا من
قوله تعالى الم غلبت الروم لحاروا وما احاروا بشئ اصلا فكيف نحكم بجهلنا
على علم حبر الامة الذی دعا له النبی صلى الله تعالى عليه وسلم اللهم
علمه الكتاب وقد اخرج ابن سراقة فی كتاب الاعجاز عن الامام
ابی بكر بن المجاهد قال ما من شئ فی العالم
الا هو فی كتاب الله تعالى اھ وفی الطبقات الكبری من ترجمة سيدی
ابراهيم الدسوقی رضی الله تعالى عنه كان يقول لو فتح الحق تعالى عن
قلوبكم اقفال السد لاطلعتم على ما فی القران من العجائب والحكم والمعانی
والعلوم واستغنيتم عن النظر فی سواه فان فيه جميع مارقم فی صفحات
الوجود قال تعالى ما فرطنا فی الكتب من شئ اھ واخرج ابن جرير وابن
ابی حاتم فی تفاسيرهما عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم مولى امير المؤمنين
عمر رضی الله تعالى عنه فی قوله تعالى ما فرطنا فی الكتب من شئ قال لم
نغفل الكتاب ما من شئ الا هو فی ذلك الكتاب وروى الديلمی فی مسند
الفردوس عن انس رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم من اراد علم الاولين والاخرين فليثور القران وقدمناه عن
ابن مسعود رضی الله تعالى عنه فيه بدأنا وبه ختمنا وقد ظهر لك
بطلان دعوى الاتفاق على التخصيص اما ان تطلع على الاختلاف وكما نلقی
عليك قول لا يوافق هواك خلته مائلا عليك تو فحه بما استطعت نترد بلسانك
كل عموم الى الخصوص وتسلم ان هذا عموم ثم تقول يجب حمله على وجه
الخصوص وتسلم ان هذا عموم ثم تقول يجب حمله على وجه الخصوص فهذا احكم
الهوى وظلم بالنصوص ولو ساغ هذا لما بقی خلاف نطق فی العموم والخصوص
كما لا يخفى والله الهادی اھ ۱۲ سنه حفظه ربه تعالى ... بينه

اور یہ کہ عامؔ افادۂ استغراق میں یقینی ہے اور یہ کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنا واجب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی اسے اپنی کتاب کا علم دے اور روایت

کیا ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں امام ابو بکر ابن مجاہد سے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز عالم میں مگر

یہ کہ وہ کتاب اللہ میں ہے اھ اور طبقات کبریٰ ذکر حالات سیدنا ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ہے فرمایا کرتے اگر حق تعالیٰ تمھارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم ضرور مطلع ہو جاؤ اس

پر جو قرآن میں عجائب در حکمتیں اور معانی اور علوم ہیں اور بے پروا ہو جاؤ اس کے ماسوا

میں نظر کرنے سے کہ صفحات ہستی میں جو کچھ مرقوم ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ

نے فرمایا ہم نے کتاب میں کچھ اوٹھا نہ رکھا اھ اور روایت کی ابن جابر و ابن ابی حاتم نے

اپنی تفاسیر میں عبد الرحمٰن بن زید ابن اسلم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد شدہ

غلام سے تفسیر آیہ کریمہ ما فرطنا فی الکتٰب من شیٔ میں فرمایا ہم کتاب سے غافل نہ ہوں گے

کوئی شے ایسی نہیں کہ اس کتاب میں نہ ہو اور روایت کی دیلمی نے مسند الفردوس میں انس

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے فرمایا کہ ارشاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو علم اولین و آخرین چاہے تو علم قرآن میں تفتیش کرے اور پہلے ہم نے اسے عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو اسی سے ہم نے ابتدا کی اور اسی پر انتہا اور بلاشبہہ

آپ پر ظاہر ہو گیا دعویٰ اتفاق تخصیص کا باطل ہونا، رہا یہ کہ تم اگر مطلع خلاف پر ہو اور

جب کوئی قول تم پر قرأت کیا جائے اور وہ تمھاری خواہش کے موافق نہ ہو اور اسے اپنے

اوپر جھکتا دیکھو تو اسے حتی الوسع تم دفع کرتے ہو اور ہر عموم کو خصوص کی جانب پلٹتے ہو

اور عموم تسلیم کر کے کہہ دیتے ہو کہ اس کا خصوص پر حمل واجب ہے تو یہ ہے خواہش

نفس کا حکم اور نصوص کے ساتھ ظلم اور جو یہ روا ہو تو عموم و خصوص میں اصلاً کوئی

خلاف باقی نہ رہے۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور اللہ ہی ہدایت فرمانے والا ہے ۱۲ منہ مد ظلہ۔

؎ دیکھو ان کا رسالہ ص ۸، ۳۱

؎ قطعیت کلامی و قطعیت اصولی یعنی اصول فقہ میں فرق ہے، کیا تم

نہیں دیکھتے کہ قطعیت عام اجتہادی ہے تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ

نہیں تو کسی حنفی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس حکم

فرط فی کتابہ شیأ وان لفظۃ الکل من انص النصوص علی العموم فلا یصح ان یبقٰی من التبیان والتفصیل شئ وان العام قطعی فی افادۃ الاستغراق وان النصوص واجبۃ الحمل علی ظواھرھا مالم یصرف دلیل صحیح وان التخصیص والتاویل من دون الجاء دلیل تبدیل وتحویل والا ارتفع الامان عن الشرع الجلیل وان حدیث الاحاد وان بلغ ما بلغ من درجات الصحۃ لا یصلح مخصصا لعموم الکتاب بل یضمحل دونہ فکیف بما دونہ من قال وقیل وان التخصیص المتراخی نسخ والاخبار لا تقبل النسخ وان التخصیص العقلی لا ینزل العام عن قطعیتہ وانہ لا یجوز التخصیص بظنی متمسکا بخروج ھذا عن کلیتہ فاذن قد استقر عرش التحقیق وللہ الحمد — — — — — — على علمہ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بما کان ویکون واذ قد علمت ان علمہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مستفاد

ل اقول فرق بین القطع الکلامی والقطع الاصولی اعنی اصول الفقہ الاتری ان قطعیۃ العام مجتھد فیہ فیما فلا تکون من القطع الکلامی فی شئ فلیس تمسک حنفی بعموم قرانی والحکم بکونہ قطعیا فی مذھبہ حکما جازما علی مراد الجلیل ولاخروجا عن حدود التاویل کما لا یخفی علی کل عارف نبیل ۱ھ منہ حفظہ ربہ — مدنیہ

ل نازعنی فیہ بعض العلماء فی المدینۃ الکریمۃ بقولہ تعالٰی فی التوراۃ وتفصیلا لکل شئ فقلت لہ ھل تام دلیل علی التخصیص فی التوراۃ ام لا علی الثانی فبم الانکار وعلی الاول قیام الدلیل فی الکلیم الجلیل کیف یکون قیاما فی الحبیب الجمیل علیھما الصلاۃ والسلام بالتجیل وتخصیص لفظ فی موضع

ہے۔ جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے اور یہ کہ جب تک کوئی دلیل مجبور نہ کرے تخصیص و تاویل بات کا بدلنا اور پھیرنا ہے ورنہ شرع جلیل سے امان اٹھ جاتے اور یہ کہ حدیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ صحت پر ہو عموم قرآن کی تخصیص نہیں کر سکتی بلکہ اس کے سامنے مضمحل ہو جائے گی۔ پھر حدیث کے نیچے اور کسی قیل و قال کی کیا گنتی ہے اور یہ کہ جو تخصیص کلام سے جدا ہو وہ اس کا نسخ ہے اور خبر قابل نسخ نہیں اور یہ کہ تخصیص عقلی عام کو اس کی قطعیت سے نہیں اتارتی اور یہ کہ جو چیز تخصیص عقلی کے سبب عام کے کلیہ سے نکل جائے اسے سند بنا کر کسی ظنی دلیل سے تخصیص نہیں کر سکتے تو اب بحمداللہ تعالیٰ تحقیق کے عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ماکان و مایکون کو جانتے ہیں اور جبکہ تمہیں معلوم ہو لیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی صلی اللہ

کا قطعی ہونا نہ مراد الٰہی پر جزماً کوئی حکم لگاتا ہے اور نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ذی عقل عالم پر۔

۱۲ منہ غفرلہ مدینہ

لے بعض علماء مدینہ کریمہ نے بطور معارضہ ارشاد الٰہی و تفصیلا لکل شیء کی کہ در بارۂ توریت مقدس ہے پیش کیا تو میں نے کہا کیا کوئی دلیل توریت میں تخصیص پر قائم ہے یا نہیں شق ثانی پر انکار کی کیا وجہ اور شق اول پر قیام کی دلیل در بارۂ حضرت کلیم جلیل کیونکر ہوگا قیام دلیل۔ در بارۂ محبوب جمیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم مع التکریم والتجلیل اور تخصیص کسی لفظ کی ایک مقام پر لازم نہیں کرتی دوسرے مقام میں بلا دلیل تو سکوت کیا اور کوئی بات نہ کہہ سکے اور میں

من القران العظيم وكونه تفصيلا لكل شئ وتبيانا لكل شئ وصف
وصف للكتاب الكريم لا لكل آية آية اوسورة سورة
منه والقرآن ما نزل دفعة بل نجما نجما فی نحو ثلاث
عشرين سنة فكلما نزلت اية اوسورة زادته صلى الله تعالیٰ
عليه وسلم علوما الى علوم الى ان تم نزول القران ؛
فتم لكل شئ التفصيل والتبيان ؛ واتم الله نعمته على
حبيبه كما كان وعد به فی القرآن ؛ فقبل ان يتم النزول
ان قيل له صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فی بعض الانبياء عليهم
الصلاة والسلام لم نقصصهم عليك وفی المنافقين لا تعلمهم او
توقف صلى الله عليه وسلم فی قصة اوقضية ؛ حتى نزل
الوحی واتی بالجلية ؛ فلا هو لتلك الايات مناف ؛ ولا الاحاطة
علمه صلى الله عليه وسلم ناف ؛ كما ليس بخاف ؛ على
ذوی الانصاف ؛ فكلما تعلقت به الوهابية لنفی علمه صلى الله
عليه وسلم من نصص وروايات ان لم يعلم تاريخه فالتمسك
به جهل سفيه وسفاهة جهول ؛ لجواز ان يكون ذلك

بالدليل لم يوجبه فی موضع اخر بلا دليل فسكت ولم يقدر على بنت شفة والان

اقول اخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد قال لما القی موسیٰ الالواح بقی الهدی
والرحمة وذهب التفصيل واخرج ابوسعيد وابو المنذر عنه ان سعيد بن جبير
قال كانت الالواح من زمرد فلما القاها موسیٰ ذهب التفصيل وبقی الهدی والرحمة
وقرأ وكتبنا له فی الالواح من كل شئ موعظة وتفصيلا لكل شئ وقرأ ولما سكت
عن موسیٰ الغضب اخذ الالواح وفی نسختها هدی ورحمة قال لم يذكر التفصيل
ههنا فانقطعت الشبهة اسأ ۱۲ منه حفظه ربه تبارك وتعالیٰ

مسدنبه

تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیا علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انھیں نہیں جانتے یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی جیسا کہ اہل انصاف پر مخفی نہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار علم میں جتنی قصّوں اور روایتوں سے وہابی سند لاتے ہیں تو اگر اس قصہ کی تاریخ نہ معلوم ہو جب تو اس سے سند لانا احمق کی جہالت اور جاہل کی حماقت ہے۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قصّہ تمامی نزول قرآن سے پہلے کا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہے تو اس سے سند لانا خاردار درخت کو ہاتھ سے سونتنا ہے بلکہ نرا جنون ہے، جنون رنگ برنگ کا ہوتا ہے اور اگر تاریخ بعد کی ہو اور وہ مدعائے مدلول میں نص نہیں تو مستدل احمق ہے اور دلیل واہی اور میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں اور اسی کی وجہ کریم کے لئے سب سے بڑی حمد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم گھٹانے میں وہابیہ

اب کہتا ہوں کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب حضرت موسیٰ نے الواح کو ڈال دیا تو ہدایت و رحمت رہ گئی اور تفصیل اٹھ گئی اور ابو معبد و ابن منذر نے ان سے روایت کی کہ سعید ابن جبیر نے کہا کہ لواح توریت زمرد کی تھیں تو حضرت موسیٰ نے جب انھیں ڈال دیا تفصیل اٹھ گئی اور ہدایت و رحمت باقی رہ گئی اور یہ آیت تلاوت کی وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیئ موعظۃ وتفصیلا لکل شیئ اور ہم نے الواح میں ہر شے لکھ دی نصیحت کے لئے اور تفصیل واسطے ہر شے کے اور یہ

قبل اكمال التنزيل ؛ وان علم وتقدم فالاستناد ؛ خرط القتاد ؛
بل محض جنون ؛ والجنون فنون ؛ وان تاخر فان لم يكن
نصًا فی ادعاه ؛ فالمستدل سفيه والاستدلال واه ؛ وانا
احمد ربی ولوجهه الكريم الاكبر ؛ ان كلما تشبثت به الوهابية
فی تفضير علم المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلا يخرج من
احدی هذه الصور ؛ ولئن سلّمنا علی سبيل فرض المحال ان وجد
هنا رواية معلومة التاريخ متاخرة القصة عن تكامل التنزيل
قطعية الافادة فی نفی حصول العلم ببعض الاشياء اصلا فيكفينا
جواب جامع ؛ واف نافع ؛ ناف قامع لجميع القعاقع ؛ شاف
كاف فی كل الوقائع ؛ ان اخبار الاحاد اذا عارضت الايات
وانسد باب التاويلات ؛ لم تغن ولم تسمع ؛ ولم تسمن ولم تنفع
ولئن ذكرت ههنا نصوص الفحول ؛ فی كتب الاصول ؛ فاحسن
وامكن منه ان آتی بشهادة امام وهابية العصر فی الهند رشيد احمد
الكنكوهی اذ قال فی كتابه المقبول لديه المنسوب الی تلميذه
خليل احمد الانبهتی فی نفس هذه المسئلة اعنی مسئلة علم

ـــه من جهل الوهابية التمسك ههنا بحديث الشفاعة فارفع راسی واثنی
علی ربی بثناء وتحميد يعلمنيه فان الحمد والثناء عليه تعالٰی باوصافه الجميل فيفيد
الحديث انه اذ ذاك ينكشف عليه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

من صفاته تعالٰی ما لا يعلمه الان وهذا ليس محل النزاع فقد اذ ذاك ان علمه صلی اللہ علیہ وسلم
وصفاته ولن يحيطن بشئ منها ابدا لاستحالة احاطة المتناهی بما لا يتناهی فيزيد
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی ابد الابد بلا امد علوما جديدة بذاته وصفاته
تعالٰی ولا يبلغ الكنه ولا احاطة ابدا فان الحاصل دائما متناه والباقی ابدا غير
متناه فلا فيه خلف لما ادعيناه ولا احاطة بكنه صفات اللہ ولكن من لم

جتنی چیزوں سے سند لائے ہیں وہ ان صورتوں سے باہر نہیں اور بفرضِ غلط اگر ہم مانے[1] بھی لیں کہ یہاں کوئی ایسی روایت پائی جائے جس کی تاریخ معلوم ہو کہ تمامی نزول قرآن کے بعد ہے وہ یقینی طور پر بتاتی ہو کہ اس وقت تک بعض اشیاء کا اصلاً علم حاصل ہی نہ ہوا تو ہمیں کفایت کرتا ہے ایک ہی جواب جامع کامل نافع جو سب بیہودہ گوئیوں کو دور کرتا اور جڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے جو تمام وقائع میں شافی وکافی ہے کہ اخبار احاد جب کہ آیت کے معارض ہوں اور تاویل کی کوئی راہ نہ رہے تو وہ کچھ کام نہ دیں گی اور نہ سنی جائیں گی اور کچھ نفع و فائدہ نہ دیں گی اور اگر میں یہاں کتب اصول میں ائمہ کے نصوص ذکر کروں تو اس سے بہتر اور زیادہ جمتی ہوئی بات یہ ہے کہ اسی کی گواہی پیش کروں جو آج ہندوستان میں وہابیہ کا پیشوا ہے یعنی رشید احمد گنگوہی کہ اس نے اپنی کتاب میں جو اسے مقبول اور اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے خود اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی

آیت پڑھی ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح وفی نسختہا ھدی ورحمۃ اور جب خاموش ہو گیا موسٰی کا غصہ لیں الواح اور اس کے نسخہ میں ہدایت و رحمت ہے اور کہا کہ یہاں تفصیل کا ذکر نہ کیا بس سرے سے شبہ منقطع ہو گیا ۱۲ منہ غفرلہ مدنیہ

[1] وہابیہ کی جہالتوں سے ایک جہالت یہ ہے کہ یہاں حدیث شفاعت "تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے تعلیم فرمائے گا" استدلال کرتے ہیں کہ اس کی حمد وثنا اس کے اوصاف جمیلہ سے ہوگی تو حدیث نے افادہ فرمایا کہ حضور پر اس وقت وہ صفات الٰہی منکشف ہونگی جنھیں وہ اب تک نہیں جانتے تھے اور اسے محل نزاع سے کچھ لگاؤ نہیں کیونکہ ہم تمھیں آگاہ کر چکے کہ حضور کا علم ذات وصفات کو محیط نہیں اور نہ اس میں اصلاً کسی چیز کا کبھی احاطہ ہو سکے کہ متناہی کا لامتناہی کو گھیر لینا محال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم جدیدہ تا ابد الآباد ذات و صفات الٰہی کے متعلق زائد ہوتے رہیں گے اور کنہ الٰہی تک کبھی نہ پہنچیں گے اور کبھی محیط نہ ہوں گے کہ حاصل ہمیشہ متناہی در ... ہمیشہ نامتناہی تو اس میں نہ ہمارے دعوی کے خلاف نہ احاطہ حقیقت الٰہی الٰہی داد وما لیکن نافہمی سے جو چاہے بکے لاف وگزاف ۱۲ منہ غفرلہ یہ دوسرا چھوٹا سا رسالہ ہوا اور رد بھی اس کی شایع ہو

ضمن سے رسالہ غایۃ المامول ... حدیث ہے یا ان کی عادت کے زور کا تحریف کردہ ہم نے اس کا رد ۱۲ منہ غفرلہ مجددیہ

تعالیٰ لہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بالمغیبات جاعلا لہا من
باب العقائد لا باب الفضائل مانرجمتہ مسائل العقائد
لیست قیاسیات تثبت بالقیاس بل قطعیات تثبت بالنصوص
القاطعۃ حتی ان حدیث الاحاد ایضا لا تفید ھنا فلا یلتفت
الی اثباتہا ما لم تثبت بالقواطع وقال فی صـ۸۱ العبرۃ فی الاعتقادیات
بالقطعیات لا بالصحاح الظنیات وفی صـ۸۷ احادیث الأحاد
الصحاح ایضا لا تعتبر کما برھن علیہ فی فن الأصول اھ فانجلی الحال
وزال عن الحق کل اشکال ؛ الا فلیجتمع وھابیۃ کنکوہ و دیوبند
ودھلی ؛ وکل جلف جاف بدوی دجلی ؛ ولیاتوا بنص قطعی الدلالۃ
یقینی الافادۃ مجزوم الثبوت کآیۃ القران او حدیث متواتر
یحکم بقطع قاطع وجزم ظاھران بعض الوقائع قد خفیت علی
النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد تکمیل التنزیل بحیث انہ
لا یعلمہا اصلا لا انہ علم وکتم لان عندہ من العلوم ما یکتم
او علم وذھل حینا لاشتغال بالہ بامر اخر اعظم واھم

یفہم تلبیغہ بما دلہ ھ منہ حفظہ ربہ عـہ عرض ھذا الوھم الرسالۃ المفتراۃ
ایضا وھو زیفہ من امارات ان عملتہ ابید.
الوھابیۃ
او حرفتہ بشیمتہا الکذابیۃ وقد تقدمنا الرد علیہا فی حواشی صـ۱۱ اھ جدیدۃ

لـہ یشیر الی کلام نفیس جلیل جمیل فصلناہ فی اللؤلؤ المکنون احسن
تفصیل وطویناہ ھھنا لان العجالۃ لا تحتمل الاطالۃ والحمد للہ ذی الجلالۃ
۱۲ منہ حفظہ ربہ مکیہ

علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے غیبوں کا علم عطا کیا اسے باب عقائد نہ باب فضائل سے ٹھہرا کر لکھا جس کی عبارت یہ ہے "عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت بھی یہاں نصوص نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔ احادِ صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مصرّح ہے۔" تو حال کھل گیا اور حق سے ہر اشکال زائل ہو گیا تو گنگوہی وغیرہ سب وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم بڑے بے ادب اور بد مذہب ٹھہرے اور یہ بڑی سخت بات ہے کھلے طور پر جادو اور ایک نص ایسی ہے جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی و ثبوت بڑی جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقین قطعی اور جزم روشن سے حکم کرتا ہو کہ تمامی نزول کے بعد کوئی واقعہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا با یں معنی کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہیں نہ یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اخفا کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لئے کہ قلب مبارک کسی اہم واعظم میں مشغول تھا۔ ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے جیسا کہ کسی سمجھ والے پر مخفی نہیں رہا۔ ہاں ہاں تو ایسی کوئی برہان لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لا سکو ہم کہے دیتے ہیں کہ نہ لا سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو اور زمانہ کے اچنبوں سے ہے کہ گنگوہی مذکور نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت علم ملنا تو باب عقائد سے قرار دیا تاکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کی حدیثیں رد کرے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جب علم نبی صلی اللہ تعالیٰ

لہ یہ اشارہ ہے ایک نفیس حسین جلالت والے کلام کی طرف جسے ہم نے مفصل طور پر اللؤلؤ المکنون میں خوب تفصیل سے ذکر کیا اور یہاں مختصر کر دیا کہ عجلت کا رسالہ متحمل طوالت نہیں اور حمد ہے اللہ عزوجل کے لئے ۱۲ منہ غفرلہ مکیہ